حسینی انقلاب کے اسباب وعوامل

مولانا سید کوثر مجتبیٰ نقوی

حسینی انقلاب ایک ایسا آفاقی کرشمہ ہے جس کے بنیادی اسباب وعوامل اس کے اعلیٰ مقاصد کی عکاسی کرتے ہیں ظاہر سی بات ہے کہ ایک معصوم جب کوئی قدم اٹھاتا ہے تو اس کے پس منظر میں وہ علل واسباب ہوتے ہیں جو دوامی وفلاحی مقاصد کو بروئے کار لاتے ہیں۔حسینی انقلاب

کے بنیاد اغراض ومقاصد کی وضاحت کے لئے حسین مظلوم کا وہ جملہ کافی ہے جو انہوں نے مدینہ سے چلتے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ

میں نے اپنی ہوا وہوس کی تکمیل اور کسی قسم کا کوئی فائدہ حاصل کرنے کے لئے قیام نہیں کیا ہے میرا مقصد ظلم و فساد بھی نہیں ہے میں اپنے جد کی امت کی اصلاح چاہتا ہوں۔ میرا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اگر کوئی میری دعوت کو قبول نہ کرے تو میں صبر وتحمل سے کام لوں گا تا کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ کر دے اور اگر کوئی میری اس دعوت کو حق ہونے کی بنا پر قبول کرتا ہے تو خدا ہمیشہ سے حق کا مددگار رہا ہے۔''۱؎

آپ نے اس انقلاب کی بنیاد امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر رکھی اور اپنی شرعی ذمہ داری کے تحت اس انقلاب عظیم کا عزم مصمم کیا۔ وہ مراحل جو آپ کے پیش نظر تھے ان کا تقاضہ بھی یہی تھا اور معصوم سے بہتر اپنے تقاضوں سے واقفیت رکھنے والا کوئی نہیں ہوسکتا۔ آپ کے لئے ایک طرف تو بنی امیہ کی حکومت تھی جو ظلم وجور، فساد وانتشار نیز تمام برائیوں کا مجموعہ تھی تو دوسری طرف اسلامی معاشرہ کی زبوں حالی، مسلمانوں کی ذلت وپستی ومحرومیت تھی۔ ایسے نامساعد حالات میں بھی ذاتی اعتبار سے حسین مظلوم کو ہر طرح کی مقبولیت حاصل تھی لیکن انہیں اپنی نہیں بلکہ اپنے نانا کی امت کی فکر دامن گیر تھی اور اسلامی معاشرہ کی ہدایت ورہنمائی ان کا فرض منصبی بھی تھا چنانچہ وہ اپنے عظیم انقلاب کے اسباب وعوامل کی جگہ جگہ وضاحت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جو درج ذیل عناوین کے حامل ہیں:

۱۔حکومت کا انحراف
۲۔دینی اقدار کی پامالی
۳۔عوامل کا استحصال

یہ تھے علل واسباب انقلاب حسینی، جن کے تحت اسلام کے تحفظ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عمل پیرا ہوکر آپ نے بہتر جانثاروں کے ساتھ کربلا کے ریگ گرم پر قربانی پیش کی۔ امام حسینؑ کیا بلکہ ہر معصوم کے اقدام کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کا ہر عمل اجتماعیت کی عکاسی اور فلاح وبہبودی کے بہترین عناصر سے مملو نظر آتا ہے پس انقلاب حسینی کے اسباب وعوامل بھی اجتماعی حیثیت

سے خالی نہیں ہے جیسا کہ آپ کے ارشاد سے بھی واضح ہے کہ ''میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لئے قیام کررہاہوں۔'' یعنی یہ انقلاب کسی ذاتی مفاد یاذاتی اغراض ومقاصد پر منحصر نہیں بلکہ اس میں اجتماعی عناصر کی شمولیت ہے کیونکہ دوسری طرف تو اموی حکومت ظلم وستم کے ساتھ ہر ناجائز امور کو انجام دینے پر تلی ہوئی تھی۔ ہمہ سو فساد وخلفشار کی یلغارتھی اور وہ مظالم روا تھے کہ جن کو پڑھ یا سن کر روح لرزہ بر اندام ہوتی ہے۔مخالفین کا قلع قمع کیاجانا اورحق وحقانیت پر باطل کی نقاب ڈال کر باطل پرستی کو رواج دینا ان مفاسد کی نابودی کے لئے ہی حسینی انقلاب رونما ہوا۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا اور اس میں بھی اس احتیاط کوملحوظ خاطر رکھا کہ رسول خدا سے اپنی نسبت یا اپنی ذاتی عظمت وشرافت کا کوئی حوالہ نہیں دیا بلکہ آپ نے حق وحقانیت کو معیار نصرت واعانت بنایا اورفرمایا جو مجھے حق کی خاطر قبول کرتاہےتو خدا ہمیشہ سےحق کا مددگار ہے۔

امام حسینؑ کے مدینہ سے کربلا تک کے خطبات حسینی انقلاب کے اسباب وعوامل کو واضح وآشکار کررہے ہیں۔ آپ اپنے قیام کے مقصد کو واضح کرکے اپنی حجت تمام کررہے تھے جیسا کہ حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد سے خطاب کرتے ہوئے '' آپ نے کہاکہ میرے نانا نے ارشاد فرمایا ہے۔حر ابن یزید ریاحی کےلشکر سے فرمایا۔ اگرکوئی ظالم حکمراں محرمات الٰہی کو حلال کرتاہے، خدا کے عہد کوتوڑتاہے سنت رسولؐ کی مخالفت کرتاہے اور اللہ کے بندوں پر زیادتی کرتاہےتو اپنی آواز یا اپنے اعمال سے ظالم کی مخالفت نہ کرنے والا بھی اسی ظالم کی طرح مستحق عذاب ہے۔'' لوگو! انہوں (بنی امیہ) نے شیطان کی اطاعت کرکے رحمن کی اطاعت چھوڑ دی ہے فتنہ وفساد برپا کیا ہے اور اسلامی حدودتعزیرات کومعطل کردیا ہے۔ ان لوگوں نے بیت المال کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور اللہ کی شریعت کے حلال کوحرام اورحرام کو حلال قرار دیا ہے اسلامی حکومت کی سربراہی کے لئے میں ایسے لوگوں سے زیادہ سزاوار ہوں اور میرے پاس تمہارے خطوط آئے ہیں اور بیعت کا پیغام تمہارے نمائندے لےکرآئے ہیں اورتم نے یہ عہد کیا ہے کہ تم مجھ سے ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے اورعہد شکنی نہیں کروگے اگرتم نے اس کو پورا کردیا تو ہدایت پاؤ گے کیونکہ میں حسینؑ ابن علیؑ ہوں۔ اور رسول خدا کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کا فرزند ہوں میں خودتمہارے دکھ درد میں شریک رہوں گا اور میرے اہلبیتؑ تمہارے بال بچوں کے ساتھ ہوں گے۔ اگرتم نے بیعت شکنی کی ہےتو مجھے اپنی زندگی کی قسم ! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔تم نے میرے پدر بزرگوار اور میرے بھائی اور میرے ابن عم'' مسلم ابن

عقیل' کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے اس شخص نے دھوکہ کھایا جس نے تمہارے وعدوں پر اعتماد کیا۔تم نے اپنے آپ کو بد بخت بنالیا۔تمہاری تقدیر ہی بری ہے جو عہد شکنی کرتا ہے اس کی سزا وہ خود ہی پائے گا۔'' ۲؎

اس بیان کی روشنی میں حسینی انقلاب کے اسباب وعوامل کی مکمل وضاحت ہوجاتی ہے کہ اصلاح امت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے علاوہ ان کا اور کوئی مقصد نہ تھا جس کے خاطر انہوں نے مدینہ چھوڑا۔ کیونکہ آپ واقف تھے کہ لوگ ظالم وجابر حکومت کے ردعمل اور اس کے انجام کے خوف میں کبھی بھی حق کی آواز بلند کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوسکتے ورنہ وہ ہر شی سے محروم یا ملک بدرکردئے جائیں گے۔حکومت باطل کی معمولی سی مخالفت جان پر بن آنے کے مترادف ہوتی تھی اسی لئے آپ نے اپنے خطبہ میں یہ جملہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں اور میرے خاندان والے تمہارے بال بچوں کے ساتھ ہر دکھ درد میں شریک ہیں۔ ایسے حالات میں امام حسینؑ کے لئے انقلاب برپا کرنا ازحد لازمی وضروری ہوگیا تھا ورنہ اسلام کا نام ونشان مٹ جاتا۔

اس کے علاوہ کربلا کے میدان میں لشکر یزیدی کے خلاف نبرد آزمائی کے دوران انہوں نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس سے بھی حسینی انقلاب کے مقصد کی وضاحت ہوجاتی ہے۔آپ اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور دشمنوں کو خاموش رہنے کے لئے حکم دیا مگر وہ خاموش نہ ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

''وائے ہوتم پر کہ تم خاموش نہیں ہوتے اور میری بات نہیں سنتے میں تم کو ہدایت کی طرف بلارہاہوں جو میری اطاعت کرے گا وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا وہ ہلاک شدگان میں شامل ہوگا۔تمہیں کیاہوگیا ہے کہ تم سب نے میری اطاعت چھوڑدی ہے اور میری باتیں سننے کے لئے آمادہ نہیں ہو۔تمہارے شکم حرام لقموں سے پُر ہیں اور تمہارے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔افسوس ہے تم پر! تم خاموش نہیں ہوتے اور میری بات نہیں سنتے۔ یہ سن کر عمر ابن سعد کے لشکر والے آپس میں ایک دوسرے پر ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ دیکھو حسینؑ کیا کہہ رہے ہیں''۔

اس وقت امام حسینؑ نے خدا کی حمد و ثنا بجالانے اور محمد □ وفرشتوں اور انبیاء ورسل پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! خدا تمہیں ہلاک کردے کیا تم نے میری طرف استغاثہ نہیں کیا

اور مجھے اپنی مدد کے لئے نہیں بلایا؟ اب جبکہ میں تمہاری فریاد کو پہونچ گیا ہوں تو تم نے تلواروں کے ساتھ ہمارا مقابلہ کیا اور اس آگ کا رخ تم نے ہماری طرف پھیر دیا جو ہم نے خود تمہارے اور اپنے مشترکہ دشمن کے لئے جلائی تھی۔ اور اب تم خود اپنے لوگوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہو اور اپنی ہی مرضی سے اپنے دوستوں کی مخالفت میں اپنے دشمنوں کے ساتھ مل گئے ہو جو تمہارے ساتھ ایسے عدل وانصاف سے پیش نہیں آئے کہ تم ان کے عدل وانصاف پر فریفتہ ہوجاؤ اور نہ آئندہ کسی بہتری کی ان سے کوئی امید ہے۔

تم تو صرف اس لئے میرے خلاف لڑرہے ہو کہ تمہیں بنی امیہ نے دنیا کے حرام مال کا ایک معمولی حصہ دے دیا تاکہ تم ذلت کی زندگی بسر کرو حالانکہ میں نے کوئی چھوٹا گناہ بھی نہیں کیا۔ وائے ہو تم پر کہ تم نے ہم سے دوری اختیار کی اور ہم کو چھوڑ دیا تم نے اس وقت فتنہ کی آگ بھڑکائی اور ٹڈی دل کی طرح ہر جگہ سے اٹھ کر جمع ہوگئے اور مکھیوں کی طرح فتنہ وفساد پر اتحاد قائم کرلیا ہے جبکہ تلواریں اپنے نیام اور لوگوں کے دلوں میں آرام اور فکر میں سکون تھا۔ تمہارے سروں پر خاک ہو، اے غلامی کی زندگی بسر کرنے والو! اے کجروی کرنے والو! کتاب خدا کو ترک کرنے والو! شیطان سے دھوکہ کھانے والو! اللہ کی نافرمانی پر اتحاد کرنے والو! کتاب خدا میں تحریف کرنے والو! اور چراغ شریعت کو بجھانے والو! اور اولاد انبیاء کے قاتلوں! اوصیاء وعترت کو نابود کرنے کی کوشش کرنے والو! ناجائز بچوں کو اپنے نسب سے ملانے والو! مومنین کو آزار پہونچانے والو! انبیاء کا مذاق اڑانے اور کتاب خدا کو پارہ پارہ کرنے والوں کے ساتھیو!

تم نے کس قدر عظیم جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور ابدی عذاب مول لے لیا ہے۔ تم نے حرب کے بچے (معاویہ ابن ابی سفیان) کی مدد کی۔ اور ہم سے روگردانی کی۔ ہاں قسم بخدا یہ عہد شکنی تمہارا شعار ہے آب بیوفائی سے تمہاری جڑیں سیراب ہوئی ہیں اور تمہاری شاخوں کو قوت ملی ہے اور تمہارے دل عہد شکنی کے ساتھ مضبوط ہیں اور تمہارا سینہ ان چیزوں سے بھر چکا ہے۔ تم وہ خبیث ترین پھل ہو جو ہر غاصب کا لقمہ بنتا ہے اور تم ہر دیکھنے والے کے لئے دکھ بن گئے ہو۔ خدا کی لعنت ہے ان لوگوں پر جو عہدو پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ تم نے اس بیعت پر خدا کو گواہ بنایا تھا۔ ولد الزنا ابن ولد الزنا نے مجھے قتل اور ذلت کے درمیان لاکھڑا کیا ہے مگر ذلت وخواری ہم سے کوسوں دور ہے، خدا رسولؐ اور مومنین ہماری ذلت پر راضی نہیں ہوں گے ہمارا پاکیزہ خاندان،

عزت نفس، بلند ہمتی اور پاکیزہ تربیت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں عزت کی موت پر کمینوں کی اطاعت کو ترجیح دوں۔

لوگو! جو کچھ مجھے کہنا چاہئے تھا میں نے کہہ دیا اور خوف خدا یاد دلا دیا اب میں اپنے خاندان کے ہمراہ دوستوں کی قلت، دشمنوں کی کثرت اور یارومددگار نہ ہونے کے باوجود جہاد کے لئے آمادہ ہوں پھر آپ نے اس طرح اشعار پڑھے۔

فان نهزم فهزامون قدما   وان نغلب فغير مغلبينا

اگر ہم دشمنوں کو شکست دیں تو یہ ہمارا شیوہ ہے کہ ہم ہمیشہ دشمنوں کو شکست دیتے رہے ہیں اور اگر ہم بظاہر ناکام ہوئے تو ہم حقیقت میں ناکام نہیں ہیں۔

وما ان طبنا جبين ولكن   منايانا و دوله آخرينا۔

خوف وترس ہمارے نزدیک نہیں آتا اور جب تک ہم زندہ ہیں ظالموں کو حکومت نہیں کرنے دیں گے البتہ وہ ہماری موت کے بعد ہی حکومت کریں گے۔

اذاما الموت رفع عن اناس   كلاكله اناخ بآخرينا

موت جب اپنے چنگل سے کچھ لوگوں کو اٹھا لیتی ہے تو دوسروں کے سینوں میں پیوست کر دیتی ہے۔

فافنى ذلكم سروات قومى   كما افننى القرون الغابرينا

موت نے میری قوم کے بزرگوں کو نگل لیا۔جس طرح گزشتہ صدیوں کو ختم کردیا

فلو خلد الملوک اذن خلدنا   ولو بقى الكرام اذن بقينا

اگر دنیا کے شاہان زندہ رہے ہوتے تو ہم بھی زندہ رہتے اور اگر نیک لوگ باقی رہتے تو ہم بھی باقی رہتے۔

فقل للشامتين بنا افيقوا   سيلقى الشامتون بما لقينا

ہمیں شماتت کرنے والوں کو بتادو کہ جس طرح موت آج ہمارے پاس آرہی ہے کل تمہارے پاس بھی آئے گی۔۳؎

علل واسباب انقلاب آپ کے اس خطبے سے کس قدر ظاہر ہورہے ہیں جس میں آپ نے عراق کے باشندوں سے ان کی غلط روش اور بدسلوکی کا شکوہ بھی کیا ہے اور ظاہر کیا کہ تم نے مجھ سے

طلب اعانت کے باوجود اپنے ہی دشمنوں کی معاونت کو قبول کرلیا۔ اللہ اللہ کس قدر بے حسی طاری ہوچکی تھی۔حق کو باطل کے غلاف میں روپوش کردیا تھا اور اپنی آنکھوں سے مروت کوختم کردیا تھا۔

علل واسباب انقلاب حسینی میں وہ تمام مسلمان بھی شامل ہیں جو اس وقت کے بدترین معاشرے کی اصلاح کی ضرورت امام عالی مقام کے ذریعہ محسوس کررہے تھے کیونکہ ان لوگوں نے بھی اس بات کومحسوس کیا جنہوں نے امام حسینؑ کوعراق آنے کے لئے خطوط تحریر کئے اور ان لوگوں نے بھی اس کا احساس کیا جو آپ کے ساتھ مصائب وآلام برداشت کرکے شہید ہوگئے۔جن لوگوں نے آپ کوعراق آنے کے لئے خطوط لکھے وہ معدودے چندافراد نہ تھے بلکہ بعض مورخین کے مطابق اہل عراق نے امام حسینؑ کوعراق آنے کے لئے ۱۵۰ خطوط لکھے۔ ۴؎

بعض دوسرے مورخین نے بارہ ہزار خطوط تک کی تعداد لکھی ہے۔اور اجتماعی پہلو کے پیش نظر یہ خطوط انفرادی نہیں تھے بلکہ اجتماعی تھے یعنی ہر ایک خط ایک دو سے لیکر دس افراد کی جانب سے تھا۔۵؎ لیکن ان تمام خطوط کے باوجود ان کی بے رخی قرآن کریم کی اس آیت کو یاد دلاتی ہے۔ ’’انّ اللّٰہ لایُغیر مَابقَوم حَتّی یُغیر وا مَابانفُسھم۔‘‘۶؎

یعنی ’’اللہ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ لوگ اپنے باطن میں تبدیلی نہ لائیں۔‘‘ اگر وہ اپنے باطن میں تبدیلی لاتے اور اس طرح کے اسباب وعوامل انقلاب پیدا نہ کرتے تو یہ اتنا بڑا معرکہ کیوں ہوتا۔لیکن علل واسباب انقلاب حسینی یہی تھے کہ مسلمان دین اسلام کو پائمال کرنے کے لئے تلے ہوئے تھے۔اگر امام حسینؑ انقلاب کے لئے آمادہ نہ ہوتے اور یہ قربانیاں پیش نہ کرتے تو دین کا نام ونشان مٹ چکا ہوتا۔

رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ خمینیؒ فرماتے ہیں۔

’’اگر عاشورہ اور خاندان رسالت کی قربانی نہ ہوتی تو اس وقت کے طاغوت نبی اکرم □ کی بعثت اور ان کی جانفرسازحمتوں پر پانی پھیر چکے ہوتے۔اگر عاشورہ نہ ہوتا تو ابوسفیانیوں کی جاہلیت کی منطق جو وحی اور کتاب خدا پر خط سرخ کھینچنا چاہتے تھے اور بت پرستی کے عصر تاریک کی یادگار یزید کے ذریعہ، جو اپنے زعم میں فرزندان وحی کوقتل وشہید کرکے اسلام کی بنیاد کو اکھاڑ پھینکنے کی امید رکھتا تھا اور پوری صراحت کے ساتھ (نہ کوئی خبر آئی نہ کوئی وحی نازل ہوئی ہے) کا اعلان کرکے ایسی حکومت کی بنیاد منہدم کرنے کی توقع رکھتا تھا۔ہم نہیں جانتے کہ عاشورہ کے بغیر قرآن کریم اور

اسلام عزیز پر کیا بلا نازل ہوتی۔ لیکن خداوند متعال کا ارادہ یہ تھا اور ہے کہ نجات بخشنے والے اسلام اور ہدایت کرنے والے قرآن کو ہمیشہ باقی رکھے اور فرزندان وحی جیسے شہیدوں کے خون سے زندہ کردے اور ان کی حمایت کرے اور ہر طرح کی بلاؤں سے محفوظ رکھے اور اس ثمرہ نبوت ویادگار ولایت حسینؑ ابن علیؑ کو آمادہ کرے کہ وہ اپنے عقیدے اور پیغمبر اکرم ﷺ کی امت پر اپنی اور اپنے عزیزوں کی جان قربان کردیں تاکہ رہتی دنیا تک ان کا پاک خون ابل ابل کر دین خدا کی آبیاری اور وحی اور اس کے بہترین نتائج کی حفاظت کرتا رہے۔ ے

یہی اسباب وعلل انقلاب ایران میں بھی رونما ہوئے کیونکہ انقلاب حسینی دنیا کے لئے ایک ایسا نمونہ ہوگیا کہ جب بھی یہ اسباب انقلاب سامنے آئیں تو دینداروں کو کربلا والوں کی طرح سرکٹانے اور قربانی دینے کے لئے بے دریغ اسی طرح آمادہ ہوجانا چاہئے انقلاب حسینی کو مشعل راہ بنا کر انقلاب اسلامی ایران کو کامیابی وکامرانی کا درجہ نصیب ہوا جہاں بے راہ روی وبے دینی عام ہورہی تھی آج وہی ملک دنیاکے لئے دین کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہ سب حسینی انقلاب اور اس کے اثرات کا طفیل ہے۔ حضرت آیت اللہ خمینیؒ ودیگر آیات وعلماء نیز جانباز سرباز عوام نے کربلا کے اصول پر گامزن رہ کر وہ انقلاب برپا کیا جس سے کربلا کے مشن کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ یہ انقلاب اگرچہ ایک ملک تک محدود ہے اور اس انقلاب حسینی کا کہیں سے کہیں تک کوئی تقابل ممکن ہی نہیں لیکن علل واسباب انقلاب چونکہ مشترک ہیں اور یہ انقلاب اسلامی بھی ان جانبازوں کی قربانی سے مستفید ہوکر ہی برپاہوا تو اس لئے کربلا کی یادضروری ہوئی۔

عصر حاضر میں حسینی انقلاب کے اسباب وعلل کی جھلک محسوس ہورہی ہے۔ یزیدیت اپنا پرچم بلند کررہی ہے اور بے دینی کو مصلحت یا ترقی پسند عناصر سے تعبیر کیا جارہا ہے اور مذہب حق وحقانیت کو قدامت پسندی سے تعبیر کیا جارہا ہے جو جتنا بڑا لامذہب ہے اتنا ترقی یافتہ تسلیم کیا جارہا ہے اور جو جتنا نیک ایماندار اور مذہبی ہے وہ اتنا ہی معاشرے سے ناواقف اور یک نوع بیوقوف متصور ہوتا ہے۔ حدتو یہ ہے کہ اب ایمانداری ودینداری کے نام پر بھی بے دینی پائی جارہی ہے حالات وہی ہیں یعنی علل واسباب انقلاب حسینی آج پھر سے بام عروج پر ہیں۔ خدا یا جلداز جلدامام حسینؑ زمانہ کا ظہور فرما کہ پھران ہی علل واسباب کے تحت دوبارہ انقلاب حسینی رونما ہوتا کہ دنیا عدل وانصاف سے بھرجائے اور چاروں طرف دین ایمان کا تذکرہ ہو۔ لوگ اس طرح سے دیندار بنیں کہ جیسے کربلا

والے، کہ تیروں کی بارش میں نماز قائم ہورہی تھی۔ بھوک و پیاس کے باوجوداطاعت امام پر جان دی جارہی تھی زروجواہر کے وعدوں اور لالچ دئے جانے کے باوجود حق کے دامن سے وابستہ تھے اور جنت ودوزخ کے امتیاز کو واضح کررہے تھے۔

حوالے:

۱۔سوگنامہ آل محمد۔محمد محمدی اشتہاردی ، ۱۹۸

۲۔اعیان الشیعہ ، ج ۴ ،حصہ اول،ص ۲۹۔۲۲۸۔الطبری، ج ۴،ص ۳۴۔۳۵۔الکامل، ج ۳،ص۲۸۰

۳۔ اعیان الشیعہ ،حصہ اوّل ،ص ۱۵۵۔۱۶۰

۴۔الکامل، ج ۳،ص ۲۶۶۔۲۶۷

۵۔الطبری ،ج ۴ ،ص ۳۶۲

۶۔سورۂ رعد،آیت ۱۱

۷۔پیام امام خمینیؒ ،مورخہ ۱۶/۳/۶۰ ھ ش

]ب[

مقصدِ پیغامِ کربلا

سید حمید الحسن زیدی

واقعہ کربلا اپنی انفرادیت ،آفاقیت، اثر اندازی اور کردار سازی میں بے مثل ونظیر ہے۔ تاریخ انسانی میں ہزاروں واقعات رونما ہوئے ہزاروں قربانیاں دی گئیں اور ہزاروں خون بہائے گئے لیکن کسی واقعہ کسی قربانی یا کسی خون نے ایسا اثرنہیں دکھا یا جیسا اثر واقعہ کربلا نے چھوڑا ہے۔ واقعہ